مولانا حفظ الرحمٰن صاحب قاسمی

حسد اور اس کے مہلک اثرات قرآن وحدیث کی روشنی میں

حسد کے معنی | دوسروں کی خوشی دیکھ کر جلنے یا دوسروں کی نعمت کا زوال اور اپنے لئے اس نعمت کی خواہش کرنے کو حسد کہتے ہیں۔ خواہ اس نعمت کا تعلق مال و دولت، عزوجاہ، صحت و تندرستی کسی چیز سے بھی ہو یا الفاظ دیگر کسی شخص کو اللہ تعالیٰ نے جو نعمت یا خوبی یا فضیلت عطا فرمائی ہے اس پر کسی دوسرے شخص کا جل کر یہ کہنا کہ وہ نعمت، خوبی یا فضیلت اس شخص سے چھن کر خود اس کو حاصل ہو جائے یا کم از کم اس دوسرے شخص سے ضرور چھن جائے "حسد" کہلاتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسد، کسی مستحق نعمت کی نعمت کا زوال اور اپنے لئے اس کی خواہش کرنے کو کہتے ہیں قطع نظر اس بات سے کہ حاسد نے مستحق نعمت کے خلاف عملاً کوئی اقدام کیا ہے یا نہیں۔

اقسام | حسد کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ اگر حاسد اپنے محسود کی نعمت کا زوال یا اس میں نقص پیدا کرنے کے لئے کسی قسم کی کوئی سعی و کوشش کرتا ہے تو یہ حسد ظلم کہلائے گا۔ اور حاسد کا یہ فعل جور و تعدی پر محمول ہو گا جس کی قرآن وحدیث میں سخت ممانعت آئی ہے۔

۲۔ حاسد نے مستحق نعمت کے خلاف کوئی عملی اقدام یا ناپسندیدہ ذرائع و اسباب کا استعمال تو نہیں کیا لیکن اگر اس کا بس چلتا تو وہ اس سے دریغ ہرگز نہ کرتا تو یہ حسد بھی قابلِ مذمت و نفرت بلکہ قابلِ گرفت و مواخذہ ہے۔

۳۔ تیسری قسم یہ ہے کہ حاسد اپنے محسود کے خلاف کوئی نامناسب قدم یہ سمجھ کر نہیں اٹھاتا کہ یہ تقویٰ کے خلاف ہے تو یہ حسد قابلِ عفو و درگذر ہے۔ چنانچہ جن احادیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "ثلاث لا یسلم منها احد - الطیرة[1] - والظن[2] - الحسد[3]"

تین چیزیں ایسی ہیں جن سے کوئی محفوظ نہیں۔ پہلی بدشگونی۔ دوسری بدظنی اور تیسری حسد۔

"ثلاث لا ینفك المؤمن عنهن ، الحسد والظن والطیرة"، تینوں چیزوں سے کسی مسلمان کو رستگاری نہیں ہے۔ پہلی چیز حسد۔ دوسری بدظنی اور تیسری بدفالی۔ اس حسد سے مراد یہی تیسری قسم ہے کیونکہ

یہ غیر ارادی وغیر اختیاری ہے جس کے متعلق قرآنِ کریم میں حضرت حق جل مجدہ کا ارشاد ہے۔

لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ لھا ماکسبت وعلیھا ما اکتسبت

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ صرف انہی چیزوں کا کسی کو مکلف بناتا ہے جو اس کے قدرت و اختیار میں ہو اس کو ثواب بھی اسی کا ملے گا جو ارادہ سے کرے اور عذاب بھی اسی کا ہوگا جو ارادہ سے کرے (بقرہ آیت ۲۸۵)

ایک غلط فہمی چونکہ بعض جگہوں پر لفظ حسد کا استعمال منافہ اور منافہ کا استعمال حسد کے معنی میں کیا گیا ہے اس لئے غلط فہمی کی بنا پر کچھ لوگ دونوں کو مترادف وہم معنی لفظ سمجھتے ہیں۔ حالاں کہ دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ حسد سراسر ناجائز اور حرام فعل ہے جب کہ منافہ جسے اردو میں رشک کہا جاتا ہے نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ ایمان اور نماز وغیرہ جیسی نعمتوں کے لئے رشک کرنا ضروری ہے۔ اور فضائل ومکارم کے لئے مستحب و پسندیدہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فلیتنافس المتنافسون حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ ان المؤمن یغبط والمنافق یحسد مومن اچھی چیزوں کو دیکھ کر رشک کرتا ہے اور منافق حسد۔ کیونکہ اسلام وایمان جیسی نعمتوں کو اپنے لئے نہ چاہنا معصیت پر رضامندی کی دلیل ہے جس کا نتیجہ جہنم ہے۔

مثال ایک حدیث میں حسد اور رشک کے فرق کو مثال کے ذریعہ واضح کرتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ مثل ھذہ الامۃ مثل اربعۃ، رجل آتاہ اللہ مالاً وعلماً۔ فھو یعمل بعلمہ فی مالہ ورجل آتاہ اللہ علما ولم یؤتہ مالاً۔ فیقول: رب لو ان لی مالاً مثل مال فلان۔ لکنت اعمل فیہ بمثل عملہ، فھما فی الاجر سواء۔ وھذا منہ حب لان یکون لہ مثل مالہ، فیعمل مثل ما یعمل من غیر حب زوال النعمۃ عنہ۔ قال: ورجل آتاہ اللہ مالاً۔ ولم یؤتہ علماً۔ فھو ینفقہ فی معاصی اللہ ورجل لم یؤتہ علما ولم یؤتہ مالاً، فیقول، لو ان لی مثل مال فلان، لکنت انفقہ فیہ من المعاصی، فھما فی الوزر سواء۔

اس امت کی مثال ان چار آدمیوں کی طرح ہے جن میں ایک کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مال اور علم دونوں سے نوازا ہے اس لئے وہ اپنے علم کی روشنی میں مال کو کار خیر میں صرف کرتا ہے دوسرا وہ آدمی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے صرف دولت علم سے نوازا ہے۔ چنانچہ یہ آدمی بارگاہِ خداوندی میں اپنی خواہش کا اظہار کرتا ہے کہ یا الٰہ العالمین اگر تو مجھے بھی پہلے شخص جتنا مال دیتا تو میں بھی اسی کی طرح کار خیر میں خرچ کرکے تیرے ثواب کا زیادہ سے زیادہ مستحق ہوتا۔ چونکہ یہ خواہش دوسرے کی نعمت کا زوال چاہے بغیر محض حصول ثواب اور قرب خداوندی کے لئے ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں دونوں اجر میں برابر ہوں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیسرا وہ شخص ہے جس کو مال

دیا گیا اس لئے یہ شخص اپنے مال کو برے کاموں میں صرف کرتا ہے۔ اور چوتھا شخص وہ ہے جس کو نہ مال دیا گیا اور نہ علم، چنانچہ یہ شخص خواہش کرتا ہے کہ اگر میرے پاس بھی تیسرے آدمی جتنا مال و دولت ہوتا تو میں بھی اسی کی طرح برے کاموں میں صرف کرتا۔ لہذا یہ دونوں اس گناہ میں برابر کے حصہ دار ہو گئے۔

مذکورہ بالا حدیث سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ نعمت یافتہ کی نعمت کا زوال چاہے بغیر اس جیسی نعمت کی اپنے لئے خواہش کرنا جائز ہے تاکہ وہ بھی خیر میں اس کے مساوی ہو جائے۔ اس جگہ یہ بات بھی خوب اچھی طرح ذہن نشین رہنی چاہئے کہ مساوات کی خواہش کا رخ منفی راہ نہ اختیار کرنے پائے۔ یعنی اگر خدا نخواستہ کسی وجہ سے اس جائز خواہش کی تکمیل نہ ہو تو یہ نہ سوچنے لگے کہ چونکہ مجھے وہ نعمت میسر نہیں ہو سکی اس لئے اس نعمت کے پانے والے سے بھی وہ ضرور چھن جائے "تاکہ مساوات ہو جائے" کیونکہ اس طرح کا سوچنا یہ بھی حسد ہو جائے گا۔

حسد کے درجات و احکام | امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

حسد کے چار درجے ہیں۔ اور ہر ایک کے احکام الگ الگ اور جداگانہ ہیں۔

۱۔ کسی شخص کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو نعمت یا خوبی یا فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اس پر جل کر حاسد یہ چاہے کہ وہ نعمت، خوبی یا فضیلت خود اسے حاصل ہو یا نہ ہو اس دوسرے شخص سے ضرور چھن جائے یہ حسد انتہائی مذموم ہے۔ ۲۔ کسی دوسرے شخص کو اللہ تعالیٰ نے جو نعمت عطا فرمائی اس پر جل کر حاسد یہ چاہے کہ اس شخص سے نعمت چھن کر بعینہ وہی نعمت خود اس کو حاصل ہو جائے۔ یہ حسد بھی مذموم ہے۔ ۳۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ حاسد کسی دوسرے کی نعمت کا ابتداءً زوال نہ چاہے اور بعینہ اس نعمت کی اپنے لئے خواہش نہ کرے بلکہ اس جیسی نعمت کا متمنی ہو ہاں اگر یہ نعمت اسے میسر نہیں آتی تب وہ محسود کی نعمت سے زوال کی خواہش کرنے لگے تاکہ دونوں میں کوئی چیز وجہ امتیاز نہ بن سکے۔ یہ حسد بھی ممنوع ہے۔ ۴۔ چوتھا درجہ یہ ہے کہ حاسد اپنے محسود جیسی نعمت کا خواہشمند تو ہے مگر اس سے اس نعمت کا زوال ہرگز نہیں چاہتا۔ لہذا اگر یہ حسد دنیاوی امور کے لئے ہے تو قابل عفو و درگذر ہے اور اگر دینی امور کے لئے ہے تو محبوب و پسندیدہ ہے۔

حسد کا آغاز | حسد ایک ایسا لاعلاج و مہلک مرض ہے جس میں انسان ابتدائے آفرینش سے مبتلا ہے بعض علماء کا خیال ہے کہ وہ حسد ہی کی کارفرمائی تھی جس کی بنا پر سیدنا آدم علیہ السلام سے سب سے پہلا نامناسب کام ہوا جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلے ہی منع فرما دیا تھا تاکہ فرشتوں کی طرح آپ بھی ہمیشہ جنت میں رہ سکیں۔ اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ و تبارک نے ارشاد فرمایا :

اسکن انت وزوجك الجنة، فكلا من حيث شئتما، ولا تقربا هذه الشجرة

فتکونا من الظالمین۔ فوسوس لهما الشیطان ولیبدی لهما ماوُری عنهما من سوءاتهما وقال: ما نهاکما ربکما عن هذہ الشجرة، الا ان تکونا ملکین او تکونا من الخالدین وقاسمهما انی لکما لمن الناصحین فدلهما بغرور، فلما ذاقا الشجرة۔ بدت لهما..... سوءاتهما، وطفقا یخصفان علیهما من ورق الجنة وناداهما ربهما۔ الم انهکما عن تلکما الشجرة، واقل لکما ان الشیطان لکما عدو مبین ٥

ترجمہ۔ اور ہم نے حکم دیا، اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو۔ پھر جس جگہ سے چاہو تم دونوں کھاؤ، اور اس درخت کے پاس مت جاؤ۔ کبھی ان لوگوں کے شمار میں آجاؤ جن سے نامناسب کام ہو جایا کرتے ہیں۔ پھر شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا تاکہ ان کا پردہ کا بدن جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا دونوں کے روبرو بے پردہ کر دئیے۔ اور کہنے لگا کہ تمہارے رب نے تم دونوں کو اس درخت سے صرف اس لئے منع فرمایا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتے نہ ہو جاؤ۔ یا ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ اور ان دونوں کے روبرو قسم کھائی کہ میں آپ دونوں کا خیر خواہ ہوں۔ سو ان دونوں کو فریب سے نیچے لے آیا۔ پس ان دونوں نے جب درخت کو چکھا تو دونوں کا پردہ کا بدن ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گیا۔ اور دونوں اپنے اوپر درخت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے۔ اور ان کے رب نے ان کو پکارا۔ کیا میں تم دونوں کو اس درخت سے منع نہ کر چکا تھا اور یہ نہ کہہ چکا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ (اعراف ۱۹ تا ۲۰)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے بعد ان کی اولاد کا جو مقام تھا ابلیس اس سے ناواقف نہیں تھا۔ چنانچہ وہ اس بات سے انتہائی دردمند ہوا کہ آدم اور ان کی اولاد تو نوازے جائیں اور میں محروم کر دیا جاؤں۔ اس لئے اس کی فطرت میں حسد کی چنگاری بھڑک اٹھی۔ اور یہ لاعلاج مرض وجود میں آیا۔ جس کی وجہ سے شیطان روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا مرتکب ہوا۔ اور خداوند قدوس کی رحمت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مردود و محروم ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ولقد خلقناکم ثم صوّرناکم۔ ثم قلنا للملئکة اسجدوا لآدم فسجدوا الّا ابلیس۔ لم یکن من الساجدین۔

قال: مامنعك الا تسجد اذ امرتك۔ قال: انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین۔ قال: فاهبط منها فما یکون لك ان تتکبر فیها فاخرج، انك من الصاغرین ٥

ترجمہ۔ اور ہم نے تم کو پیدا کیا اور ہم نے ہی تمہاری صورت بنائی۔ پھر ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ سو سب نے سجدہ کیا بجز ابلیس کے۔ کہ وہ سجدہ کرنے والوں میں شامل نہیں ہوا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا تو سجدہ کیوں نہیں کرتا جب کہ میں تجھ کو حکم دے چکا۔ کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اس کو خاک سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو آسمان سے اتر تجھ کو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ تو (آسمان) میں رہ کر تکبّر کرے (سورہ اعراف آیت ۱۱،۱۳)

اس شرمناک ذلت و رسوائی کے بعد شیطان نے اس بات کا عہد کر لیا کہ جس مرض کا میں شکار ہوں ابن آدم کو بھی اس کا ذائقہ چکھائے بغیر چین نہیں لوں گا۔ چنانچہ اس اللہ کے دشمن نے اللہ تعالیٰ سے باضابطہ اس بات کی اجازت طلب کی کہ آپ مجھے قیامت تک کی مہلت دیجئے کہ میں ابن آدم کی تباہی و بربادی کے لئے ہر ممکن کوشش کروں اور انہیں ایسے کاموں کی ترغیب دوں جس سے وہ آپ کی ناراضگی و عتاب کے مستحق ہوں۔ قرآن کریم میں اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

قال انظرنی الی یوم یبعثون، قال: انک من المنظرین، قال: فبما اغویتنی لاقعدن لهم صراطک المستقیم، ثم لاتینهم من بین ایدیهم و من خلفهم وعن ایمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اکثرهم شاکرین۰

ترجمہ: شیطان کہنے لگا مجھے اجازت دیجئے قیامت کے دن تک۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھ کو مہلت دی گئی۔ وہ کہنے لگا چونکہ آپ نے مجھے گمراہ کیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کے لئے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا۔ پھر ان پہ ہر چہار جانب سے حملہ کروں گا اور آپ ان میں سے بیشتر کو احسان فراموش پائیں گے (سورہ اعراف آیت ۱۳،۱۷)

حسد کے اسباب | حسد کے اسباب اَن گنت ہیں جن کو احاطہ شمار میں لانا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ تاہم مشتے از خروارے کے طور پر چند اہم اسباب ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں۔ جو حقیقت میں حسد کے جملہ اسباب کا منبع و سرچشمہ ہیں۔

ابغض و عداوت | حسد اور دشمنی دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ کیونکہ یہ ناممکنات میں سے ہے کہ ایک شخص دوسرے سے بغض و عداوت بھی رکھے اور پھر اس کے خوشی و غم میں شریک بھی ہو۔ اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

واذا لقوکم قالوا آمنا واذا خلوا۔ عضوا علیکم الانامل من الغیظ، قل موتوا بغیظکم۔ ان اللہ علیم بذات الصدور، ان تمسسکم حسنۃ تسؤهم وان تصبکم سیئۃ یفرحوا بها۔

جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب تنہائی میں ہوتے ہیں تو غصے سے اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں آپ کہہ دیجئے تم لوگ اپنے غصے میں ہلاک ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سینوں کے بھید کو خوب جانتا ہے اور اگر تم کو کوئی بھلائی حاصل ہو جاتی ہے تو انہیں بری لگتی ہے۔ اور اگر تم کو کوئی مصیبت پیش آجاتی ہے تو اس پر یہ خوش ہوتے ہیں۔ ایک دوسری آیت میں اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے اللہ جل جلالہ نے فرمایا۔

ودوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر

تمہاری مشقت و تکلیف کی تمنا کرتے ہیں ان کے منہ سے بغض ظاہر ہو رہا ہے۔ اور جو کچھ ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے وہ اس ظاہر سے بھی بڑھ کر ہے۔

۲۔ کبر و غرور | کبر و غرور کی وجہ سے بھی انسان حسد کا شکار ہو جاتا ہے۔ کفار مکہ تکبر کے نشہ میں وحشت ہو کر آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتے تھے کہ اس یتیم، امی و جاہل غلام کی ہم کیسے اتباع کریں۔ اور اپنا سربراہ مانیں ہاں اگر اس کی جگہ کوئی عظیم شخص جو ہم میں ہر اعتبار سے لائق و فائق ہوتا تو ہم بلا چون و چرا اس کو اپنا مقتدا و پیشوا بنا لیتے اور اس کے احکام کی تعمیل کو اپنے لئے باعث فخر و سعادت سمجھتے۔ اس لئے یہ لوگ آپؐ سے جلنے لگے۔ اسی کو نقل کرتے ہوئے حضرت حق جل مجدہ نے ارشاد فرمایا۔

لولا نزل ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم

کیوں نہیں نازل کیا گیا قرآن ان دونوں شہروں میں سے کسی عظیم اور بڑے شخص پر۔

اسی طرح قریش مکہ مسلمانوں کا مذاق اڑاتے ہوئے یہ کہتے تھے کہ کیا

اھولاء من اللہ علیھم من بیننا

کیا یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہمارے درمیان احسان کیا ہے۔

۳۔ تعجب | اسباب حسد میں سے ایک سبب تعجب ہے۔ اسی تعجب سے پہلی امتوں نے "ما انتم الا بشر مثلنا" تم تو ہمارے ہی جیسے ہو۔ اور "انؤمن لبشرین مثلنا" کیا ہم اپنے ہی ہم جیسوں پر ایمان لے آئیں اور "ابعث اللہ بشرا رسولا" کیا اللہ نے انسان کو رسول بنا کر بھیجا ہے جیسی باتیں کہہ کر اپنے انبیاء کرام کی نبوت کا انکار کر دیا ان کی کوتاہ عقل میں یہ بات نہیں سما سکی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے کسی کو مقام نبوت سے سرفراز فرما دیا ہے۔ کیونکہ ان کے خیال کے مطابق نبی کو فرشتہ ہونا چاہیئے، نہ کہ انسان۔ اس لئے وہ اپنے انبیاء سے حسد کرنے لگے کہ یہ اعزاز خداوندی انہیں کیسے مل گیا۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

اوعجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم علی رجل منکم

کیا تمہیں تعجب ہے کہ وحی آئے تمہارے کسی شخص پر تمہارے رب کی جانب سے۔

۴۔ جاہ پرستی | جاہ پرستی کی وجہ سے بھی انسان حسد کی آگ میں جلنے لگتا ہے۔ علمائے یہود اس بات سے بخوبی واقف تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نبی صادق و برحق ہیں مگر وہ ایمان لانے کے بجائے آپ سے صرف اس لئے حسد کرتے تھے کہ ان کی سابقہ پوزیشن برقرار رہے۔ ورنہ انہیں کوئی گھاس ڈالنے والا بھی نہ ملتا۔

جاہ پرستی کا مرض معاشرہ کے ہر طبقہ و جماعت میں پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص ہے جو کسی زبان کا ماہر ہے اس کی یہ خواہش بلکہ تمنا ہے کہ صرف میں ہی اس زبان کا عالم بے نظیر رہوں۔ تاکہ لوگ صرف میری ہی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملائیں اور یہ کہیں کہ فلاں صاحب تو وحید الدہر و فرید العصر ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اب اگر کوئی اس کا مثیل و نظیر پیدا ہو جاتا ہے تو اس کے سینہ پر سانپ لوٹنے لگتا ہے۔ آنکھوں سے نیند اڑ جاتی ہے۔ اور وہ اپنے مثیل کے خلاف طرح طرح کا شیطانی حربہ استعمال کرتا ہے۔ جب اس کی ساری کوششیں بلکہ سازشیں محسود و ہمسر کو نقصان پہنچانے کی بیکار ہو جاتی ہیں تو وہ جادو، ٹوٹکے اور منتر کرانے پر اتر آتا ہے تاکہ اس کی قیمتی جان سے اپنی انفرادیت کی ڈھتی ہوئی دیوار کو گرنے سے بچالے۔ تقریباً یہی حال زاہدوں، صوفیوں، امیروں، مترفوں، دانشوروں اور دین کے ٹھیکے داروں کا ہے۔ کہ وہ اپنے میدان میں کسی دوسرے کو اپنا ہمسر و مقابل دیکھنا تو کجا سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ تاکہ ان کی انفرادیت پر "ما ہم چنیں دیگرے نیست" پر کوئی آنچ و حرف نہ آسکے۔ علم و دانش، زہد و عبادت اور امیری و مرفہ الحالی کا تقاضا تو یہ تھا کہ ان کے حاملین عجز و انکساری محبت و رافت، سخاوت و فیاضی، حلم و مروت اور خدا کی ممنونیت اور شکر گذاری کا جذبہ ہوتا۔ لیکن ہم ان میں اخلاق حمیدہ کے بجائے تفاخر و حسد، رشک، حسد، جاہ پرستی، حب مال، تنسول گدی، قساوت قلبی خود غرضی و خدا کی ناشکری زیادہ پاتے ہیں عجیب معاملہ ہے کہ اس دور میں غرور، جاہ پرستی، حب مال اور بغض و حسد جیسے اخلاقی امراض سب سے زیادہ عالموں، دانشوروں، صوفیوں اور خوشحال و مطمئن لوگوں کے طبقے میں پائے جاتے ہیں۔

مقصد براری | پانچواں سبب مقصد براری ہے جس کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں یہ بیماری ہم پیشہ میں زیادہ پائی جاتی ہے چنانچہ ہم آئے دن یہ دیکھتے ہیں کہ ایک شخص خود اپنے حقیقی بھائی سے صرف اس لئے حسد کرتا ہے کہ وہ اپنے والدین کا نور نظر بن جائے۔ طلبہ آپس میں ایک دوسرے سے اس لئے ملتے ہیں تاکہ وہ دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ اپنے استاد کا منظور نظر ہو جائے۔

خباثت نفس | خباثت کی وجہ سے آدمی بلاوجہ ہر اس سے جلنے لگتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت عطا فرمائی ہے اس قسم کے لوگ دنیا میں بہت ہیں جن میں نہ جاہ طلبی ہے اور نہ کبر و غرور کا شائبہ اور نہ دشمنی بلکہ وہ اپنی خباثت نفس کی بنا پر اپنے بھائیوں کی پریشانی اور دکھ درد سے خوش اور ان کی خوشیوں سے کبیدہ خاطر و ملول ہوتے ہیں ایسے لوگوں کو شحیح کہا جاتا ہے جس کے معنی ہیں دوسروں کے مال میں بخل کرنے والا کے ہے کیونکہ یہ لوگ اپنے رب کریم کے خزانوں سے بھی اپنی رذالت طبع و خباثت نفس کی بنا پر اس بات کے خواہشمند رہتے ہیں کہ اس سے حبہ بھر بھی کسی کو نہ ملے۔ اس حسد کا علاج تقریباً ناممکن ہے۔